سٹاک ہوم میں یونیورسٹیز کے پروفیسرز اور دیگر مہمانوں کی حضور انور سے ملاقات

آج پروگرام کے مطابق یونیورسٹیز کے بعض پروفیسر صاحبان اور بعض دوسرے مہمانوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات تھی۔ درج ذیل پروفیسرز صاحبان اور دوسرے مہمان حضور انور سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے اور میٹنگ روم میں حضور انور کی آمد کے منتظر تھے:

Mr. Simon Sorgenferi (پروفیسر)
Mr. Frederic Brusi (اسسٹنٹ لیکچرر سٹاک ہوم یونیورسٹی)
Mr. Jenny Berglund (ایسوسی ایٹ پروفیسر)
پروفیسر David Thurfjell
لیکچرر Ferdinando Sardeua
Mr. Lizzie Oved Scheja (سویڈن میں Jewish کلچر کے بانی اور ڈائریکٹر)
Mr. Ulf Lindgren (چرچ کے نمائندہ)
Mr. Torbjorn Persson روٹری کلب Arlanda کے پریذیڈنٹ
Mr. Maynard Gerber (Cantor, Judiska Forsamlingen)

ان مہمانوں کے علاوہ پروگرام کے دوران انڈیا اور اسرائیل کے ایمبیسیڈرز بھی تشریف لائے اور پروگرام میں شامل ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پروگرام کے مطابق صبح دس بجے تشریف لائے۔

ملاقات کے آغاز میں وہاں موجود پروفیسرز نے اپنا تعارف کروایا۔ سب سے پہلے سویڈن سے تعلق رکھنے والے ایک پروفیسر نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ وہ مشرقِ وسطیٰ میں ایک لمبا عرصہ گزار چکے ہیں۔

اس کے بعد ایک خاتون پروفیسر نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ ان کا تعلق تل ابیب (اسرائیل) سے ہے مگر وہ گزشتہ بیس سال سے سویڈن میں مقیم ہیں۔

اس کے بعد ایک پروفیسر ڈاکٹر نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ میں اس وقت یہودی کمیونٹی کے لئے کام کر رہا ہوں۔ میں ختنے بھی کرتا ہوں لیکن جو لوگ میرے پاس سب سے زیادہ آتے ہیں وہ مسلمان ہیں۔ اس لئے میں مسلمانوں کو بہت قریب سے جانتا ہوں۔

اس کے بعد ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر خاتون نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ میں یہاں سویڈن میں ایک یونیورسٹی میں مذہب پڑھاتی ہوں۔ اسی طرح انگلینڈ کی Warwick یونیورسٹی میں وزٹنگ پروفیسر بھی ہوں۔ اس کے علاوہ میں Islamic Education پر بھی ریسرچ کر رہی ہوں۔

اس کے بعد ایک پروفیسر نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ ان کا subject ایران کی تاریخ اور شیعہ ازم ہے۔

یونیورسٹی آف سٹاک ہوم کے ایک پروفیسر نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ وہ تاریخ مذاہب پڑھاتے ہیں۔ انہوں نے اسلام اور Middle Eastern Studies میں سپیشلائزیشن کی ہوئی ہے۔

یونیورسٹی آف سٹاک ہوم کے ایک اور پروفیسر نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ وہ بھی تاریخ مذاہب پڑھاتے ہیں اور انہوں نے South Asian Religions پر سپیشلائزیشن کی ہوئی ہے۔

اس مختصر تعارف کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ آج یہاں سارے پروفیسرز ہی موجود ہیں۔ جس پر ایک مہمان نے بتایا کہ ان کے علاوہ باقی پروفیسرز ہیں اور وہ سویڈن کے ایک چرچ میں پادری ہیں۔ نیز انہوں نے بتایا کہ وہ تین سال مصر میں رہ کر آئے ہیں۔

اس کے علاوہ اس میٹنگ میں سویڈن میں متعین انڈیا اور اسرائیل کے ایمبیسیڈرز بھی شامل ہوئے۔

☆ **اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے استفسار فرمایا کہ سویڈن میں حالاتِ زندگی کیا ہیں؟ اس پر ایک پروفیسر خاتون نے جواب دیتے ہوئے کہا:**

میرا خیال ہے اگر عمومی طور پر دیکھا جائے تو دورِ حاضر میں جس طرح بعض تبدیلیاں آرہی ہیں ان کا اثر باقی یورپ کی طرح سویڈن پر بھی پڑ رہا ہے۔ اور اگر انفرادی لحاظ سے دیکھا جائے تو اگر آپ ٹھیک راستے پر ہیں تو سویڈن میں زندگی کافی آسان ہے۔

☆ **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار فرمانے پر ایک پروفیسر نے بتایا** کہ سویڈن میں یہودیوں کی کل آبادی تقریباً 20 ہزار کے قریب ہے اور ان میں سے نصف Greater Stockholm میں ہی آباد ہیں۔ اس کے علاوہ یہودیوں کی کمیونٹی گوتھن برگ اور مالمو کے علاقوں میں بھی موجود ہے۔ لیکن سب سے زیادہ یہودی سٹاک ہوم میں ہی آباد ہیں۔

☆ **اس کے بعد ایک پروفیسر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوال کیا کہ آپ کا سویڈن میں قیام کیسا رہا؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گزشتہ دنوں کافی مصروفیت رہی ہے۔ جماعت کے بہت سے افراد ملنے کے لئے آتے رہے ہیں۔ کچھ تقاریب کا انعقاد ہوا۔ مالمو میں مسجد کا افتتاح ہوا۔

موصوف نے پوچھا کہ کیا آپ گوتھن برگ میں تشریف لے کر گئے ہیں؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس دورہ میں تو ابھی تک گوتھن برگ نہیں گیا لیکن سٹاک ہوم سے گوتھن برگ جانے کا ہی پروگرام ہے۔ مگر گیارہ سال پہلے جب میں سویڈن آیا تھا اس وقت گوتھن برگ بھی گیا تھا۔ بہر حال یہاں سٹاک ہوم میں مَیں پہلی مرتبہ ہی آیا ہوں۔

☆ **ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ کیا یہاں سویڈن میں جماعتِ احمدیہ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں بہت بڑی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن بہر حال بتدریج کچھ تو اضافہ ہو رہا ہے۔ حال ہی میں پاکستان کے کافی ریفیوجیز یہاں آکر آباد ہوئے ہیں جن کو UNHCR کے ذریعہ سے مشرقِ بعید کے مختلف ممالک ملائیشیا اور تھائی لینڈ وغیرہ میں ریفیوجی سٹیٹس دیا گیا تھا۔

☆ **ایک خاتون پروفیسر نے سوال کیا کہ یوکے میں آپ کی جماعت کتنی بڑی ہے؟ میں نے سنا ہے وہاں بھی سارے ملک میں آپ کی مساجد ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وہاں تقریباً 35 ہزار کے قریب احمدی ہیں جن میں سے اکثریت لندن میں ہے۔ لیکن احمدی سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس طرح وہاں کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں ہماری مساجد اور سنٹرز ہیں۔ یوکے میں تقریباً ہر سال ہی دو سے تین مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔

☆ اس کے بعد ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ شیعوں کے خلاف جو نفرت میں اضافہ ہو رہا ہے اس کے بارہ میں **آپ کی کیا رائے ہے؟ اور جس طرح شیعوں کے خلاف نفرت میں اضافہ ہو رہا ہے اس کا احمدیوں کے ساتھ کیا تعلق بنتا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسلمانوں کی اکثریت سنی فرقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ گو کہ سنیوں کے اندر بھی کافی فرقے ہیں۔ مگر یہ سب کہتے ہیں کہ شیعہ لوگ اصل تعلیم سے ہٹے ہوئے ہیں اور اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل نہیں کرتے۔ اور ہمارے متعلق بھی ان کا یہی خیال ہے۔ شیعہ لوگوں کے اپنے عقائد ہیں جو وہ کئی صدیوں سے مانتے چلے آرہے ہیں۔ جبکہ ہمارا یقین ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آخری دور میں ایک شخص نے اسلام کو از سرِ نو زندہ کرنے کے لئے دوبارہ آنا تھا اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو مسیح اور مہدی کہا ہے۔ پس ہمارا یقین ہے کہ وہ شخص آچکا ہے اور اس شخص کا رتبہ نبی کا رتبہ ہے۔ ہمارے مخالفین میں سے اکثر کا تعلق مختلف سنّی فرقوں سے ہے۔ لیکن سنّی اور شیعہ دونوں ہی ہمارے خلاف ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور اسی وجہ سے ہمارے خلاف ہیں۔ لیکن ہم یہ دلیل دیتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی اور بعض نشانات بھی بیان فرمائے تھے۔ پس جب آپ جماعت احمدیہ کی بات کرتے ہیں یا مسیح موعود اور مہدی معہود کی بات کرتے ہیں تو اس کی پیشگوئی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی فرما چکے تھے۔ اگر ہم ان عقائد پر یقین رکھتے ہیں تو اس کے پیچھے مضبوط دلائل ہیں۔ بہر حال ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے درمیان بعض چیزوں پر اختلاف تو ہے لیکن اس کے باوجود دنیا بھر سے سنّی مسلمان اور شیعہ مسلمان جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

☆ **اس پر ایک خاتون پروفیسر نے سوال کیا کہ سنّی اور شیعہ میں جو لوگ آپ کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں کیا ان کا تعلق سنّیوں اور شیعوں کے کسی خاص مکتبہ فکر یا فرقہ سے ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جواباً فرمایا کہ: سنّیوں اور شیعوں میں سے کسی خاص مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ ہماری جماعت میں شامل نہیں ہو رہے بلکہ مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے شامل ہو رہے ہیں۔ جس کو بھی ہمارے عقائد اور دلائل کی سمجھ آجاتی ہے وہ ہماری جماعت میں داخل ہو جاتا ہے۔

☆ **اس پر موصوفہ نے پوچھا کہ آپ کی جماعت میں شامل ہونے کا طریق کار کیا ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: طریق کار یہی ہے کہ جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والا بیعت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں اور اس کی جماعت میں شامل ہوتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو وہی مسیح موعود اور امام مہدی مانتا ہوں جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اس کے علاوہ تو ہم وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو

دیگر مسلمان پڑھتے ہیں۔یعنی لَآاِلٰــہَ اِلَّااللّٰــہُ مُحَمَّــدٌ رَّسُــوْلُ اللّٰہِ۔ہم بھی وہی قرآن کریم پڑھتے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں۔ہم بھی اسلام کے اسی پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں اور انہیں خاتم النبیین مانتے ہیں۔ پس عقائد کے لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو سوائے اس کے کہ ہم اس شخص پر یقین رکھتے ہیں جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ مسیح اور مہدی ہوگا ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے بیچ کوئی فرق نہیں ہے۔ یا آپ کہہ سکتے ہیں قرآن کریم کی بعض آیات ہیں جن کی تفسیر احمدی مسلمان دیگر مسلمانوں سے مختلف کرتے ہیں بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ درست طریق پر کرتے ہیں۔کیونکہ جو تفسیر ہم بیان کرتے ہیں قرآن کریم کی دیگر آیات اس کی تائید کرتی ہیں۔لیکن اسلام کے بعض فرقے یا مولوی یا بعض مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ ان آیات کی اپنی تفسیر کرتے ہیں۔

☆ **ایک پروفیسر نے کہا کہ اسلام کے دوسرے فرقوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ مہدی آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔اس کی آپ کیا تاویل کرتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جب دنیا ختم ہونے کے قریب ہوگی تو مسیح آسمان سے نازل ہوگا اور مہدی زمین میں ہی پیدا ہوگا۔ان کے نزدیک مہدی اور مسیح دو مختلف شخصیات کا نام ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مخالفین اسلام کا خاتمہ کریں گے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دنیا ویسے ہی ختم ہونے کو ہو رہی ہوگی تو پھر ان دونوں کا کیا کام ہے؟ جب دنیا ہی ختم ہو جائے گی تو یہ کس طرح اسلام کی اصلاح کریں گے یا کس کو کہیں گے کہ اسلام قبول کرلو؟ بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو کس طرح ہدایت دیں گے؟ پس ہم یہ کہتے ہیں کہ آخری زمانہ سے مراد وہ دن نہیں جب دنیا ختم ہو رہی ہوگی بلکہ اس سے مراد چودھویں صدی ہے۔کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تیرھویں صدی کے آخر میں مسیح اور مہدی کا ظہور ہوگا۔پھر قرآن کریم میں بھی اس آخری زمانہ کی علامات بیان ہوئی ہیں۔قرآن کریم میں آتا ہے کہ آخری زمانہ میں ذرائع نقل وحرکت میں کثرت ہوگی۔ اور اسی نشان کو پورا ہوتا آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ اونٹوں اور گھوڑوں کی سواری ترک ہو چکی ہے اور ان کی جگہ بحری اور ہوائی جہازوں،کاروں،ٹرینوں اور بسوں نے لے لی ہے۔اسی طرح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور علامت کی پیشگوئی فرمائی کہ اس زمانہ میں رمضان کے مہینہ کی خاص تاریخوں میں چاند اور سورج گرہن لگے گا۔اور 1894ء میں رمضان کے مہینہ میں یہ نشان پورا ہوا جب چاند کو گرہن لگنے کے دنوں میں سے پہلے دن چاند کو گرہن لگا اور پھر اسی مہینہ کی اٹھائیس تاریخ کو سورج کو گرہن لگا۔ چنانچہ 1894ء میں پیشگوئی کے مطابق یہ دونوں گرہن ایک ہی ماہ میں مشرقی کرۂ ارض پر رونما ہوئے اور پھر 1895ء میں چاند اور سورج گرہن کا نشان مغربی کرۂ ارض پر رونما ہوا جو امریکہ اور دیگر ممالک میں دیکھا گیا۔پس جب یہ نشان ظاہر ہوئے تو اس وقت مدّعی بھی موجود تھا۔ہم کہتے ہیں کہ جب نشان پورے ہو چکے ہیں اور مدعی بھی موجود ہے تو اس کو قبول نہ کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں رہتا۔پس آخری زمانہ سے یہ مراد نہیں ہے کہ جب دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ورنہ ایسے وقت میں مسیح اور مہدی کا کیا فائدہ؟ اگر یہ بات سچ ہے کہ آنے والا لوگوں کی رہنمائی کرنے کے لئے اور انہیں راہِ راست پر چلانے کے لئے آئے گا تو پھر لوگ خدا سے پوچھیں گے کہ ہمیں تو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں دیا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میرے نزدیک دنیا کے عین خاتمہ کے وقت مسیح اور مہدی کا ظاہر ہونا ایک غیر معقول بات ہے۔

☆ **اس کے بعد ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ آپ کا جماعت احمدیہ میں کیا منصب ہے؟ کیا آپ کا عمل دخل صرف فقہی مسائل تک محدود ہے؟**

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خلیفہ تو نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ان تمام ذمہ داریوں کو ادا کرے جو نبی کو سونپی جاتی ہیں۔اور یہ ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ایک تو بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب لانا اور دوسرا بنی نوع انسان کو حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف متوجہ کرنا۔اور پھر اسلام کا پیغام پھیلانا۔پس یہ خلیفہ کے فرائض ہیں۔خلیفہ ایک روحانی رہنما ہوتا ہے نہ کہ دنیوی حکومتوں کی طرح کوئی انتظامی سربراہ۔ہاں جہاں تک اس کی جماعت کا تعلق ہے تو وہ اپنی جماعت کا تو انتظامی سربراہ ہوتا ہے لیکن امورِ حکومت کا انتظامی سربراہ نہیں ہوتا۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق مذہب اور حکومت دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ ہر حکومت اپنے امور اپنے نظام کے مطابق چلائے گی۔اگر تو یہ حکومتیں احمدی ہوں گی تو ایک ہاتھ کے نیچے جمع ہوں گی اور روحانی طور پر ان کی رہنمائی ایک خلیفہ کے ذریعہ کی جائے گی۔

☆ **ایک خاتون پروفیسر جو کہ Islamic Education کی سپیشلسٹ ہیں انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوال کیا کہ کیا آپ لوگوں کے اپنے سکول ہیں جہاں آپ اپنا نصاب پڑھاتے ہوں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ فی الحال تو یورپ یا دیگر مغربی ممالک میں ہمارے اپنے سکول تو نہیں ہیں۔ افریقہ میں ہمارے سکول ہیں لیکن وہ مذہبی سکول نہیں ہیں۔وہاں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن کریم،بائبل اور دیگر مذاہب کی بنیادی تعلیم دی جاتی ہے۔اور جہاں تک کسی خاص مذہبی نصاب کا تعلق ہے تو جرمنی کے ایک علاقہ کی انتظامیہ نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں سے کہا تھا کہ وہ اسلام کے حوالہ سے نصاب بنا کر دیں جو طلباء کو سکولوں میں پڑھایا جا سکے۔وہاں ہم نے اپنا نصاب بھی تیار کرکے دیا تھا تو انہوں نے ہمارے نصاب کو قبول کیا اور وہ سکولوں میں پڑھایا جا رہا ہے۔اس نصاب میں متنازع معاملات کو لینے کی بجائے ہم نے قرآن کریم اور احادیث رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی اصل تاریخ کو لیا جو سب کے مابین مشترک ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کے علاوہ ہمارے مشنری ٹریننگ کالجز ہیں۔یورپ کے کالجز میں سے ایک کالج جرمنی میں ہے،ایک یوکے میں ہے۔اسی طرح کینیڈا میں بھی ہے اور افریقہ میں بھی ایک انٹرنیشنل مشنری ٹریننگ کالج ہے۔پھر انڈونیشیا ہے۔ اسی طرح شارٹ کورسز کے لئے دنیا کے متعدد ممالک میں یہ کالجز قائم ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کاشف محمود ورک صاحب مبلغ سلسلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے بھی یوکے (UK) کے مشنری ٹریننگ کالج سے تعلیم حاصل کی ہے۔غالباً یہ اس ٹریننگ کالج کی پہلی فارغ التحصیل کلاس میں سے تھے تو آپ کہہ سکتی ہیں ان کا شمار اس کالج کے ابتدائی طلباء میں ہوتا ہے۔

☆ **اس کے بعد ایک پروفیسر نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور بنگلہ دیش میں حکومت کے ساتھ تعلقات کے حوالہ سے کیا جماعت احمدیہ میں کوئی بہتری آئی ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک بنگلہ دیش کی حکومت کے ساتھ جماعت کے تعلقات کی بات ہے تو ہمارا وہاں کی حکومت کے ساتھ بڑا اچھا تعلق ہے۔کیونکہ بنگلہ دیش میں ہماری جماعت کے خلاف کوئی قانون نہیں ہے۔لیکن جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو پاکستان کی حکومت نے 1974ء میں احمدیوں کے خلاف وہاں کی پارلیمنٹ میں قانون سازی کی ہے کہ قانون اور آئین کی رُو سے احمدی مسلمان نہیں ہیں۔پس وہاں احمدیوں کے خلاف قانون موجود ہے۔اور اس قانون میں مزید اضافے ضیاء الحق مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے دور میں ہوئے۔ پہلے تو صرف پارلیمنٹ نے قانون پاس کیا کہ ہم مسلمان نہیں ہیں لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پارلیمنٹ جو مرضی سمجھے، ہم تو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔لیکن ضیاء الحق نے جو قوانین نافذ کئے ان کے مطابق ہم اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے،ہم اپنے بچوں کے نام مسلمانوں جیسے نہیں رکھ سکتے،ہم اپنی مساجد کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔یہاں تک کہ ایک دوسرے کو اسلامی طریق کے مطابق السلام علیکم بھی نہیں کہہ سکتے۔ پس جب تک یہ قوانین قائم ہیں اور ان کی آڑ میں ہم پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے اس وقت تک پاکستان میں ہمارے حالات اور تعلقات کس طرح بہتر ہو سکتے ہیں۔لیکن بنگلہ دیش میں حالات مختلف ہیں۔پس اس کا تعلق حکومت کی پالیسی سے ہے۔ جماعت کا بنگلہ دیش کی موجودہ حکومت کے ساتھ بڑا اچھا تعلق ہے۔

☆ **ایک پادری نے سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ کل 10 سال کی عمر کے مسلمان بچے چرچ میں آئے تھے۔میں نے انہیں بتایا کہ ہم اس طرح baptise کرتے ہیں۔ اس پر ایک بچے نے پوچھا کہ جب مسلمان بچہ پیدا ہوتا ہے اور آپ اس کو بپتسمہ دیں تو کیا وہ مسلمان کہلائے گا؟ اس پر میں نے اس بچے سے کہا کہ مجھے نہیں علم۔لیکن اگر میں بپتسمہ دوں گا تو شاید وہ بچہ عیسائی کہلائے گا یا شاید وہ مسلمان ہی کہلائے۔موصوف نے پوچھا کہ ایسی صورتحال میں آپ کا کیا جواب ہوتا؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پیغمبر اسلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرتِ صحیحہ پر جنم لیتا ہے۔ مذہبی اعتبار سے وہ نہ تو مسلمان ہوتا ہے، نہ عیسائی اور نہ ہی یہودی لیکن اس کی فطرت نیک ہوتی ہے۔لیکن اس کے بعد اس کے والدین جیسے چاہیں اس کی پرورش کریں۔پس جس کو آپ لوگ بپتسمہ دیں گے وہ عیسائی ہی کہلائے گا۔لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ کوئی عیسائی نیک فطرت نہیں ہو سکتا۔ پس میرے نزدیک ہر بچہ فطرتِ صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انڈین سفیر سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا آغاز انڈیا سے ہی ہوا تھا۔پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبہ قادیان سے ہوا تھا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استفسار پر موصوفہ نے بتایا کہ ویسے تو میں دہلی سے ہوں لیکن بنیادی طور پر میرا تعلق مشرقی بنگال سے ہے۔

موصوفہ نے بتایا کہ انڈیا میں آپ کی جماعت کی موجودگی سے پتہ چلتا ہے کہ انڈیا ایک سیکولر ملک ہے اور ہمارا یقین ہے کہ ہر مذہب کا عزت واحترام ہونا چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ درست بات ہے۔ انڈیا کی موجودہ حکومت کے ساتھ جماعت کا بڑا اچھا تعلق ہے۔

انڈین ایمبیسڈر نے کہا کہ حال ہی میں ایک صوفیاء کی ایک عالمی کانفرنس کے موقع پر ہمارے وزیر اعظم نارندر مودی صاحب نے بڑے واضح طور پر کہا کہ اسلام ایک امن کا مذہب ہے اور اس کو دنیا میں غلط رنگ میں بطور ایک متشدد مذہب کے پیش کیا جا رہا ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بالکل درست بات ہے۔ ہر مذہب کی اصل تعلیم امن، پیار اور ہم آہنگی پر ہی مشتمل ہوتی ہے۔ اللہ سے پیار کرو اور بنی نوع انسان سے پیار کرو۔

☆ اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سویڈن میں متعیّن اسرائیلی سفیر سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ ہماری جماعت اسرائیل میں بھی ہے۔

موصوف نے کہا کہ ہمارے لئے بڑے فخر کی بات ہے کہ اسلام کا ایک امن پسند فرقہ ہمارے ملک میں موجود ہے۔ اس کے لئے میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔

موصوف نے کہا کہ یہاں سویڈن میں ہمارے احمدیوں کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ لیکن بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ سویڈن میں موجود دیگر مسلمانوں کے ساتھ ہماری کمیونٹی کے ایسے تعلقات نہیں ہیں۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسرائیل میں جو احمدی رہ رہے ہیں وہ دیگر مسلمانوں اور یہودیوں کے بیچ ایک قسم کا ثالثی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

موصوف نے کہا: ہم کوشش کے باوجود یہاں سویڈن میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تعلق نہیں بنا سکے۔ یہ لوگ یہودیوں کے ساتھ کوئی تعلق رکھنا ہی نہیں چاہتے۔ اس لئے میں آپ کا بہت زیادہ شکر گزار ہوں کہ آپ تو نہ صرف امن کی تعلیمات کے فروغ کے لئے کوشاں ہیں بلکہ خود بھی ان تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔

☆ **اس کے بعد ایک پروفیسر نے سوال کرتے ہوئے کہا: مسلم ممالک میں اور جگہوں پر بھی مہدی ہونے کے دعویدار موجود ہیں۔ جیسے سوڈان میں ایک شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اسی طرح 1979ء میں سعودی عرب میں بھی کسی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ جماعت احمدیہ کا ان دعویداروں کے بارہ میں کیا نظریہ ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دعویدار تو کئی ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ دیکھنا ہوگا کہ دعویٰ کرنے والا کس حد تک کامیاب ہوا ہے؟ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے ظہور کے حوالہ سے بعض علامات کی پیشگوئی فرمائی تھی جو چودھویں صدی میں پوری ہوگئیں اور اس وقت مہدی کا دعویدار بھی موجود تھا۔ اس وقت تو کسی اور نے دعویٰ نہیں کیا۔ اس کے علاوہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہوگا کہ جبکہ ان دعویٰ کرنے والوں میں سے ہر ایک نے صرف مہدی ہونے کا ہی دعویٰ کیا ہے۔ لیکن احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ہی شخص کو دونوں خطاب دیئے جائیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دوسری بات یہ ہے کہ مہدی کا دعویٰ کرنے والے یہ لوگ کہاں تک گئے ہیں؟ دنیا کے کتنے ممالک میں پہنچے ہیں؟ لیکن جماعت احمدیہ گزشتہ 127 سال میں مسلسل ترقیات کی منازل طے کر رہی ہے اور دنیا بھر میں اس کا پیغام پھیل رہا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بھی ممکن ہے بعض نیک اور اولیاء بھی ہوں اور ان کے ماننے والوں نے ان کو مہدی کا لقب دے دیا ہو مگر ایسے لوگ صرف خاص علاقہ اور خاص قوم کے لئے تھے۔

☆ **اس کے بعد ایک پروفیسر نے سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ جماعت احمدیہ میں بھی دو فرقے ہیں۔ ایک وہ جن کا تعلق قادیان سے ہے اور دوسرے وہ جو لاہوری کہلاتے ہیں۔ ان کا آپس میں کیا تعلق ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لاہوری احمدی نظامِ خلافت کو نہیں مانتے اور یہی وجہ تھی وہ جماعت سے علیحدہ ہوئے۔ ان کا کہنا ہے کہ جماعتی امور کے انتظام و انصرام کی باگ ڈور ایک خلیفہ کے ہاتھ میں نہیں بلکہ ایک کمیٹی یا چند لوگوں پر مشتمل ایک گروپ کے پاس ہونی چاہئے۔ لیکن ہم کہتے ہیں نبی کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوتا ہے۔ پس یہ بنیادی وجہ ہے جس کی وجہ سے وہ جماعت احمدیہ سے الگ ہوئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک ہمارے آپس کے تعلقات کا تعلق ہے تو ہم لوگ جب بھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اچھا ملتے ہیں۔ بلکہ دو تین سال قبل میں ان کی برلن کی مسجد میں بھی گیا تھا اور اس مسجد کے امام نے بڑے پرتپاک طریق پر میرا استقبال کیا۔ انہوں نے ہماری کاوشوں کو سراہا اور یہ لوگ ہماری تقریبات میں بھی شامل ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارے درمیان کوئی بہت زیادہ بغض اور دشمنی نہیں ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہماری جماعت میں اضافہ ہو رہا ہے اور وہ لوگ دن بدن کم ہو رہے ہیں۔ بلکہ ان میں سے بھی ایک اچھی خاصی تعداد ہماری جماعت میں شامل ہو چکی ہے۔

☆ **اس کے بعد ایک پروفیسر نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے ابھی کچھ دیر پہلے کہا کہ خلیفہ ایک روحانی سربراہ ہوتا ہے۔ تو آپ کے نزدیک اس وقت جماعت احمدیہ اور باقی دنیا کو روحانی طور پر کس مشکل ترین چیلنج کا سامنا ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ آپ کے ساتھ پادری بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ لوگ اپنے خالقِ حقیقی سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور اپنے خالق کے حقوق کی ادائیگی کو بھولتے جا رہے ہیں۔ پس سب سے بڑا چیلنج یہی ہے کہ بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب لایا جائے۔ کیونکہ قرآن کریم کے مطابق انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد ہی یہ ہے کہ اپنے خالق کے سامنے جھکا جائے۔ اگر آپ کی پیدائش کا بنیادی مقصد ہی یہ ہو تو پھر یہی سب سے بڑا چیلنج ہوگا۔

موصوف نے پوچھا کہ کیا اس حوالہ سے مشکلات میں مزید اضافہ ہو رہا ہے؟ اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان مشکلات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امریکہ میں ہی چند سال پہلے تک 77 فیصد لوگ مذہب کی طرف رجحان رکھتے تھے یا کم از کم عیسائیت پر ان کا ایمان تھا۔ اور اب یہ نمبر کم ہو کر پچاس فیصد کے قریب پہنچ چکا ہے اور مزید کم ہو رہا ہے۔ آپ نے خود دیکھا ہوگا کہ دہریوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور مذہب کے ماننے والوں میں مسلسل کمی ہو رہی ہے۔ پس یہ ہم سب کا مشترکہ چیلنج ہے۔ سب سے پہلے تو بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب لایا جائے اور اس کے بعد یہ فیصلہ ہو کہ کس مذہب پر عمل کرنا ہے۔

☆ **بعد ازاں ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ آپ کا ماحولیات کے بارہ میں کیا خیال ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ماحولیات سے آپ کی مراد climate change ہے تو اس کی بنیادی وجہ توازن کا فقدان ہے۔ قدرت نے ہر چیز کے اندر توازن رکھا ہے۔ جیسے جیسے دنیا کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے، ہم سرسبز جنگلات کو کاٹتے چلے جا رہے ہیں اور نئے شہر اور قصبے تعمیر کر رہے ہیں اور ان میں مسلسل اضافہ کر رہے ہیں۔ دوسری طرف انڈسٹریل انقلاب لا رہے ہیں۔ ان چیزوں کی وجہ سے ماحول آلودہ ہو رہا ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم ہر چیز میں توازن کو برقرار رکھیں۔

اور دوسرا امن کا فقدان ہے۔ اگر امن نہیں ہوگا اور لوگ ایک دوسرے سے جنگیں کریں گے اور ایک دوسرے کو ماریں گے۔ پس جہاں زندگی ہی نہ ہو وہاں ماحول کیا کرے گا؟

☆ **ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ آپ جماعت احمدیہ میں فقہی مسائل کو کیسے حل کرتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بنیادی طور پر ہم فقہ حنفی کو مانتے ہیں۔ اور جب ہم بعض چیزیں ایسی دیکھتے ہیں جن کا حل فقہ حنفی میں موجود نہیں تو پھر ہم قرآن کریم، احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ان امور کو حل کرتے ہیں۔ چند ایک ہی باتیں ہوں گی جن پر ہمارے اور حنفیوں کے مابین اختلاف ہوگا۔

☆ **ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ احمدیوں کو حج کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ تو کیا آپ حج کی جگہ پر کچھ اور کرتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حج کے متبادل اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اسلام کے بنیادی ارا کین میں کلمہ، صلوٰۃ، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہیں۔ تو حج اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ گو کہ ہمیں حج پر جانے سے روکا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود ہر سال احمدیوں کی اچھی خاصی تعداد حج کے لئے جاتی ہے۔ مگر وہ وہاں اپنے آپ کو احمدی نہیں کہہ سکتے۔ اس حوالہ سے کچھ مسائل تو ہیں لیکن پھر بھی ہم حج کرتے ہیں۔ ہمارے پہلے خلیفہ نے بھی حج کیا تھا۔ اسی طرح دوسرے خلیفہ نے بھی حج کیا۔ پھر ان کے بچوں نے بھی حج کئے۔ میرے بڑے بھائی نے بھی دو سال پہلے حج کیا تھا۔

☆ **اس پر ایک پروفیسر خاتون نے سوال کیا کہ کیا آپ کی مکّہ کے علاوہ بھی حج کی کوئی جگہیں ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نہیں۔ اور کوئی ایسی جگہ نہیں جو مکّہ کا متبادل ہو سکے۔

اس پر موصوفہ نے کہا کہ مکّہ کا متبادل نہیں لیکن بعض اوقات مزار وغیرہ پر لوگ جاتے ہیں۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مزار تو نہیں لیکن ہمارے بھی بعض مقدس مقامات ہیں جیسے کہ قادیان جو بانی سلسلہ احمدیہ کا وطن تھا۔ یہ ہمارے لئے بہت مقدس جگہ ہے۔ کیونکہ وہ وہاں پیدا ہوئے۔ وہ وہاں رہے اور پھر وہاں مدفون ہیں۔ لیکن آپ یہ نہیں کہہ

سکتیں کہ قادیان اور ملّہ کا مقام ایک ہی ہے۔

☆ **ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ کیا آپ کو آپ سے پہلے والے خلیفہ نے خلافت کے لئے نامزد کیا تھا؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : نہیں۔ ہماری ایک مجلسِ انتخاب ہوتی ہے جس کے ممبرز جماعت احمدیہ کے افراد ہوتے ہیں۔ ان ممبرز میں سے مرکزی عہدیداران، ممالک کے امراء اور بعض سینئر مبلغین شامل ہوتے ہیں جو خلیفہ کی وفات کے بعد جمع ہوتے ہیں اور نئے خلیفہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ خلافت کے لئے نام پیش ہوتے ہیں اور ان کو ووٹ دیئے جاتے ہیں اور اس ساری کارروائی کی باقاعدہ ریکارڈنگ کی جاتی ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے پوپ کا انتخاب ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں کوئی چمنی نہیں ہوتی جس میں سے دھوآں نکلتا ہو۔ بلکہ جب خلیفہ کا انتخاب ہوجاتا ہے تو جماعت کے لوگ نئے خلیفہ کی بیعت کرتے ہیں۔

☆ ایک پروفیسر نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ **جماعت احمدیہ کن قوموں پر مشتمل ہے؟ کیا زیادہ تر لوگوں کا تعلق جنوبی ایشیا سے ہے یا اور بھی قومیں احمدی ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اس وقت افریقن احمدیوں کی تعداد ہندو پاک کے احمدیوں سے زیادہ ہے۔ گوکہ پاکستان اور انڈیا کے احمدی امریکہ، یورپ اور باقی ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں مگر افریقن احمدیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پھر مشرقِ بعید میں بھی احمدیوں کی کافی تعداد ہے جیسے انڈونیشیا اور ملائیشیا وغیرہ ہیں۔

☆ ایک خاتون پروفیسر نے کہا : **جماعت احمدیہ میں عورتوں کا کیا کردار ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت احمدیہ میں عورتوں کا کردار بہت اہم ہے۔ کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر عورت بچوں کی تعلیم وتربیت میں اپنا صحیح کردار ادا نہیں کر رہی تو وہ نہ صرف خود جنت سے محروم ہو رہی ہوتی ہے بلکہ اپنے بچوں کو بھی جنت سے محروم کر رہی ہوتی ہے۔ پس یہی بنیادی اصول ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے جماعت کے اندر عورتوں کی ایک علیحدہ تنظیم قائم کی ہوئی ہے۔ جن کی ہر ملک میں ملکی سطح پر صدر ہوتی ہے اور پھر لوکل سطح پر بھی صدر ہوتی ہیں اور دیگر عہدیدار ہوتی ہیں۔ یہ لوگ اپنے اجلاسات کا انعقاد کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی جو جماعتی طور پر پروگرام ہوتے ہیں جس میں مرد اور عورتیں سب شامل ہوتے ہیں ایسے پروگراموں میں بھی عورتوں کے لئے ایک مخصوص وقت رکھا جاتا ہے جس میں وہ اپنی تقریریں وغیرہ کرتی ہیں اور پھر بچوں کی تعلیم وتربیت، ان کی روحانی تعلیم وتربیت، اپنی صحت اور اس طرح کے دیگر پروگراموں کے حوالہ سے منصوبہ بندی کرتی ہیں۔ تو ہماری جماعت میں عورت کا بہت وسیع کردار ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ : ہماری جماعت کے اندر شرح خواندگی کے اعتبار سے عورتوں کی تعداد مَردوں کی نسبت زیادہ ہے۔ پس جب تک آپ کے پاس پورا علم نہ ہو آپ اپنے بچوں کی تربیت نہیں کر سکتے جو کہ عورت کی بہت اہم ذمہ داری ہے۔ ہماری عورتیں اچھی تعلیم یافتہ ہیں۔ ان میں انجینئرز، ڈاکٹرز، آرکیٹیکٹس اور پروفیسرز بھی ہیں۔ حتیٰ کہ تیسری دنیا کے ممالک میں بھی ہماری خواتین میں سے 99.9 فیصد کا شمار خواندہ خواتین میں ہوتا ہے جبکہ اس کے مقابل پر مرد صرف 90 فیصد ہیں۔ شرح خواندگی سے مراد یہ نہیں کہ آپ کو پڑھنا لکھنا آتا ہو۔ جیسے پاکستان میں شرح خواندگی کا معیار یہ ہے کہ اگر آپ کو قرآن کریم پڑھنا آتا ہے تو آپ پڑھی لکھی متصور ہوں گی۔ بلکہ شرح خواندگی سے مراد ہے کہ آپ نے کم ازکم سیکنڈری سکول تک تعلیم حاصل کی ہو۔

☆ **ایک پروفیسر نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت یورپ ایک مشکل دور سے گزر رہا ہے جبکہ یورپ کو ریفیوجیز کے بحران سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ آپ کے خیال میں جماعت احمدیہ کو یورپ کے اندر integration** کرنے میں کن مشکلات کا سامنا ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں بہت لوگوں سے اکثر پوچھتا ہوں کہ مجھے integration کی تعریف بتائیں؟ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے تو میرے خیال میں ہم لوگ صحیح طور پر معاشرہ کا حصہ ہیں کیونکہ میرے نزدیک integration کا مطلب یہ ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہم جس ملک میں رہ رہے ہیں اس کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ اگر ہم ملک کی ترقی کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور قابلیتیں استعمال کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم integration کر رہے ہیں۔ یورپ میں ہمیں کافی سراہا جاتا ہے۔ یورپ میں، یہاں سویڈن میں اور جرمنی اور ہر جگہ احمدی خواتین اور مردوں کی ایک بڑی تعداد ہے جو پڑھے لکھے ہیں اور ان کو معاشرہ کا اہم حصہ سمجھا جاتا ہے۔ تو integration کے حوالہ سے مجھے تو کوئی ایسا مسئلہ نظر نہیں آرہا جس کی وجہ سے ہم پریشان ہوں۔ اگر آپ تعلیم یافتہ ہیں تو آپ کو پتہ ہے کہ آپ کے لئے کیا اچھا اور کیا برا ہے۔

☆ **ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کا مشن کیا ہے؟ کیا آپ اپنی کوئی قوم بنانا چاہتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت احمدیہ کا مشن یہی ہے کہ دنیا کا ہر شخص اپنے خالقِ حقیقی کے سامنے سربسجود ہوجائے۔ اگر یہ مقصد حاصل ہوجائے تو یہی کافی ہے۔ ہمیں کوئی قوم بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں ملکوں پر قبضہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تمام لوگ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے لگ جائیں اور حقوق العباد ادا کرنے لگ جائیں تو ہر ایک کی خواہش ہوگی کہ وہ روحانی طور پر ترقی کرے۔ یہی پیغام ہے جس کو ہم پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں۔ مجھے سویڈن یا جرمنی یا کہیں اور کسی طاقت کی لالچ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بانی جماعت احمدیہ نے اپنے ایک شعر میں فرمایا:

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں تو یہی کہوں گا کہ دنیا وی طاقتوں کو اسلام احمدیت سے خوف کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ہر لحاظ سے ایک روحانی جماعت ہیں۔

☆ **بعدازاں ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ کیا آپ کے خیال میں اگلے جہان پر زیادہ توجہ دینے کی وجہ سے اس جہان پر توجہ میں کمی ہونے کا اندیشہ نہیں ہوگا؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : اگر آپ اس جہان میں آئے ہیں تو آپ کے سپرد بعض ذمہ داریاں ہیں جو آپ نے ادا کرنی ہیں۔ آپ کے بعض فرائض ہیں جو آپ نے ادا کرنے ہیں۔ اور اگر آپ یہ فرائض خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر ادا کر رہے ہیں تو آپ کو ان کاموں کی جزا اس جہان میں اور اگلے جہان میں بھی ملے گی۔ مثال کے طور پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ اگر آپ اپنی بیوی کا خیال رکھنے والے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر اس کے منہ میں ایک لقمہ بھی ڈالتے ہیں تو آپ کو اس کا اجر ملے گا۔ تو اگر آپ امن قائم کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں تو اس کا اجر آپ کو اگلے جہان میں بھی ملے گا اور اِس جہان میں بھی ملے گا۔ اگر آپ اپنی بیوی سے پیار کرتے ہیں تو آپ کے گھر میں سکون ہوگا۔ آپ کے بچے سکون میں رہیں گے اور اس کے علاوہ آپ کو اگلے جہان میں بھی اس کا اجر ملے گا۔ پس آپ یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ اگلے جہان پر ہی زیادہ توجہ ہے۔ کیونکہ آپ جو کچھ بھی کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کر رہے ہیں۔ آپ کی توجہ صرف اگلے جہان پر نہیں بلکہ اِس جہان پر بھی ہے۔

☆ **ایک پروفیسر نے سوال کیا کہ آپ معاشرے میں integration کی بات کر رہے تھے۔ کیا آپ کی جماعت کے لئے انسانیت کی خدمت اور سوشل ورک کرنا بھی ضروری ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: بالکل ضروری ہے۔ ہم یورپ اور باقی ممالک میں Charity Walks کا انعقاد کرتے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے اکٹھی ہونے والی رقم ہم لوکل چیریٹیز کو دیتے ہیں۔ پھر ہماری اپنی چیریٹی آرگنائزیشن بھی ہے جس کا نام ہیومینیٹی فرسٹ ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یورپ کے علاوہ افریقہ میں ہم کافی کام کر رہے ہیں۔ وہاں ہمارے ہسپتال اور سکول قائم ہیں۔ پھر ہم نے افریقہ کے دور دراز علاقوں کے رہنے والوں کے لئے پانی کے کنوؤں کی کھدائی کا کام بھی شروع کیا ہوا ہے تاکہ ان کو پینے کا صاف پانی مہیا ہو سکے۔ آپ کو شاید علم نہ ہو کہ وہاں چھوٹے چھوٹے بچے سروں پر پانی کے مٹکے رکھ کر کئی کئی کلومیٹر دور سے پیدل چل کر پانی لے کر آتے ہیں اور وہ پانی بھی گندہ ہوتا ہے جو کئی بیماریوں کا باعث ہوتا ہے۔ پھر ہم model villages بھی تعمیر کر رہے ہیں جس کے اندر سڑکوں پر روشنی، پینے کا صاف پانی، کمیونٹی ہال، سبزیاں وغیرہ اگانے کے لئے پانی دینے کا نظام موجود ہوتا ہے۔ پس یہ وہ سہولیات ہیں جو ہم وہاں کے مقامی لوگوں کو دے رہے ہیں۔

☆ **اس پروفیسر خاتون نے سوال کیا کہ افریقہ کے کس علاقہ میں آپ یہ سہولیات مہیا کر رہے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مغربی افریقہ کے ممالک ہیں جن میں گھانا، نائیجیریا، بورکینا فاسو، مالی، آئیوری کوسٹ، گیمبیا، سینگال وغیرہ شامل ہیں۔ تقریباً سارے مغربی افریقن ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ پھر مشرقی افریقہ میں بھی کام کر رہے ہیں جس میں کینیا، تنزانیہ اور یوگنڈا وغیرہ کے ممالک شامل ہیں۔ پھر سنٹرل افریقہ اور افریقہ میں جنوب کی طرف بھی کام کر رہے ہیں۔ کانگوکنشاسا میں بھی ہماری کافی بڑی جماعت ہے۔ پھر جنوبی امریکہ کے ممالک میں بھی بعض پراجیکٹس شروع کئے ہیں۔ ہم گوئٹے مالا میں بھی ایک بہت بڑا ہسپتال تعمیر کر رہے ہیں۔

☆ **موصوفہ نے پوچھا کہ ان پراجیکٹس کے لئے فنڈنگ کہاں سے مہیا ہوتی ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جماعت کے لوگ ہی مالی قربانی کرتے ہیں اور پھر ہم

چیریٹریز کے پروگرام منعقد کرتے ہیں جن کے ذریعہ رقوم اکٹھی کی جاتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہیومینیٹی فرسٹ نے امریکہ میں ایک triathlon کا انعقاد کیا تھا جس کے ذریعہ 1.5 ملین ڈالرز کی رقم جمع ہوئی جو گوئٹے مالا میں زیرتعمیر ہسپتال پر خرچ ہوگی۔ پھر ہمارے اکثر کام رضاکارانہ طور پر ہوجاتے ہیں۔ اس طرح بھی ہم پیسے بچاتے ہیں۔ اگر ایک پراجیکٹ کسی کمپنی کو دیا جائے جس پر 5 ملین خرچ آنا ہو ہم وہی کام رضاکاروں کے ذریعہ ایک ملین میں مکمل کروالیتے ہیں۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر میرے پاس مزید وقت ہوتا تو میں ضرور آپ لوگوں کے ساتھ گزارتا لیکن اب میرا اگلا پروگرام ہے۔ اس پر تمام پروفیسر حضرات اور خواتین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا۔ اس طرح یہ ملاقات سوا گیارہ بجے ختم ہوئی۔